مولانا میاں عصمت شاہ کاکاخیل کی المناک جدائی

کبھی کبھی ایسے حادثوں پر بھی حالات کا جبر لکھنے پر مجبور کردیتا ہے جس کے بارے میں انسان تصور بھی نہیں کرسکتا کہ ایسے حادثے بھی اتنی جلدی وقوع پذیر ہوسکتے ہیں۔ انہی دلخراش واقعات میں ہمارے بہت ہی محترم مہربان' شفیق' رفیق بزرگ اور وفادار دوست حضرت مولانا میاں محمد عصمت شاہ کاکاخیل کا گزشتہ دنوں سانحہ ارتحال ہے۔ مولانا مرحوم پر تعزیتی شذرہ اور کلمات لکھنا ایسا محسوس ہورہا ہے جیسے خود زندگی کا ماتم کیا جائے۔ مولانا جیسی باغ و بہار اور مرنجاں مرنج شخصیت موت کے سایوں سے بظاہر بہت دور محسوس ہوتی تھی۔ آپ تو اوروں کو ہر وقت ہنسایا کرتے تھے' لوگوں کے دکھ درد بانٹا کرتے تھے اور آپ کی مجلس اور صحبت میں رہ کر انسان ہر قسم کے پریشانیوں اور رنجشوں سے دور خوشیوں کے نخلستان میں پہنچ جاتا۔ آپ میں اللہ نے بے پناہ صلاحیتیں پیدا کی تھیں۔ آپ ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ بچپن میں آپ کے والد ماجد حضرت مولانا میاں مسرت شاہ مرحوم انہیں دارالعلوم حقانیہ لائے اور آپ ہمارے پرانے گھر کی بیٹھک میں سکونت پذیر رہے اور پھر آہستہ آہستہ آپ ہمارے گھر کے ایک اہم فرد بن گئے۔ دارالعلوم حقانیہ سے فراغت کے بعد بھی آپ کبھی اکوڑہ خٹک خاندان حقانی اور جامعہ سے ''فارغ'' نہ ہوئے۔

مکتب عشق کے انداز نرالے دیکھے　　اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

بلاشبہ اور بلا مبالغہ ہزاروں فضلاء میں آپ ہی وہ واحد شخصیت تھے جس نے مرتے دم تک کبھی بھی اپنے آپ کو دارالعلوم اور ہمارے خاندان سے خود کو جدا نہیں رکھا۔ ہمیشہ اپنے آپ کو حضرت شیخؒ کے خاندان کا غلام کہا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آخری ملاقات میں بھی حضرت والد صاحب مدظلہ سے اسی سلسلہ میں بہ اصرار کہہ رہے تھے کہ میں وہی پرانا غلام ہوں اور جب تک زندہ ہوں اسی خاندان کی کفش برداری میں زندہ رہوں گا۔ یہ حضرت مولانا کے عشق و محبت اور عجز و انکسار کی ادنیٰ جھلک تھی' حالانکہ آپ خود انتہائی صاحب ثروت' صاحب جائیداد اور صاحب عزوجاہ تھے۔ بہت بڑے باپ کی امیر و کبیر اولاد تھے لیکن یہاں حقانیہ میں عجز و انکساری کا پیکر ہوا کرتے تھے۔ تواضع اور ملنساری آپ کی بنیادی خصوصیات میں سے تھیں۔ دارالعلوم اور حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ سے عشق اس قدر تھا کہ اس کا بیان کرنا دشوار ہورہا ہے۔ جب بھی دارالعلوم تشریف لاتے تو مغرب اور عشاء کی نمازوں کیلئے خصوصاً ٹھہرے رہتے کہ مجھے دارالعلوم کی جہری نمازوں میں عجب نشاط ملتا ہے۔ اس کے بعد رات گئے پشاور جاتے۔ اسی طرح کوئی ہفتہ اور کوئی مہینہ ایسا نہیں گزرا ہوگا ان ساٹھ سالوں میں جس میں آپ دارالعلوم اور حضرت شیخؒ کی زیارت کیلئے نہ آئے ہوں۔ کہتے تھے کہ میری ساری کائنات یہیں اکوڑہ خٹک میں ہے اور مرنے کے بعد بھی ان کی یہ شدید خواہش رہی کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے پہلو میں یا قبرستان کے کسی بھی گوشے میں مجھے قبر کیلئے زمین دی جائے۔ افسوس کہ آپ کے خاندان کے

کچھ افراد کی مرضی یہ تھی کہ آپ اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوں ورنہ دارالعلوم کی طرف سے اپنے اس وفادار فرزند کو دفنانے اور اپنانے کیلئے اسکے بازو کھلے تھے۔ دارالعلوم اور خاندان حقانی کو میاں عصمت شاہ مرحوم کی طرح وفادار شاذ و نادر ہی ملے گا۔

آپ اگرچہ درس و تدریس سے دور رہے لیکن زندگی بھر طلباء اور علماء سے خصوصی شغف اور محبت ان کی نس نس میں رچی بسی تھی۔ آپ کا پشاور میں گھر ہر وقت علماء اور طلباء سے بھرا رہتا۔ دور دراز سے آئے ہوئے علماء مشائخ آپ ہی کے حجرے میں رات کو پشاور میں قیام کرتے۔ خصوصاً حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب مدظلہ اور دیگر اکابرین کا تو اکثر یہ معمول ہوتا کہ ایک رات کم سے کم انکے ہاں ضرور گزارتے۔ میاں صاحب مرحوم کا دسترخوان سارے حلقہ میں معروف تھا۔ برق رفتار مہمان نوازی آپ کا خصوصی شعار تھا۔ سخاوت اور ایثار کے جتنے بھی فن و ہنر آپ کو آتے تھے وہ سب آپ مہمانوں پر لٹاتے تھے۔ خود بھی نہایت خوش خوراک، خوش لباس، خوش رو، خوش شکل تھے اور نظافت و طہارت اور چاق و چوبند رہنا آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ ہر مجلس اور ہمارے خاندان اور مدرسہ کے پروگراموں میں آپ ایک دولہے کی مانند شرکت کرتے۔ خوبصورت لمبی شیروانی، کھسّے اور لمبا عمامہ سرخ و سفید چہرے اور سفید داڑھی پر عجب نکھار پیدا کرتا تھا۔ ع ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے؟

مرنے کے بعد بھی آپ کے چہرے پر ہشاشیت، تازگی اور وضع داری کا بانکپن موجود رہا اور زندگی کی تابناکیوں کا عکس آپ کے چہرے پر مسکرا رہا تھا۔

میاں صاحب مرحوم کے سفر آخرت کی روانگی اور خوش قسمتی پر رشک آتا ہے۔ آپ عرفہ کی رات مسجد میں نماز پڑھنے کے بعد حسب معمول گھر تشریف لائے اور کچھ معاملات پر گھر والوں سے بات چیت کی اور سو گئے کیونکہ تہجد کے نوافل پڑھنا آپ کے معمولات میں سے تھا لیکن ایک بجے کے لگ بھگ آپکی طبیعت اچانک بگڑی، قریبی ہسپتال بچوں نے پہنچایا لیکن آپ ہسپتال پہنچنے سے پہلے پہلے ہی اس افضل ترین رات میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تھے۔

آپکے بڑے فرزند میاں حمایت شاہ نے راقم کو ایک عجیب انکشاف سے آگاہ کیا کہ جب ہم ہسپتال سے میاں صاحب کی نعش گھر واپس لائے تو میں اور میری بڑی بہن ڈاکٹر صاحبہ نے آپ کی نعش کو چارپائی پر ڈالا تو ہماری حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ آپ کے سینے سے اللہ کی پکار کی آواز آئی، دوبارہ میری بہن نے آپ کی نبض کو ٹٹولا لیکن آپ کی روح تو گھنٹوں پہلے پرواز کر گئی تھی۔ یہ بھی آپ کی ایک انوکھی اور تعجب خیز اللہ سے عشق و محبت کی کرامت تھی۔ پھر صبح عرفہ (حج) کے دن تین بجے دوپہر آپ کی نماز جنازہ پڑھائی گئی عین اس وقت جب عرفات میں خطبہ حج شروع ہوا۔ اور آخری تدفین اس وقت ہوئی جب عرفات میں وقوف شروع ہو گیا تھا۔ ۹ رذی الحجہ کی مبارک رات اور حج کا مبارک دن آپ کے حصے میں آنا ایک بہت بڑی خوش قسمتی اور بشارت کی علامت ہے۔ یہ علماء سے والہانہ عشق اور دارالعلوم حقانیہ سے وابستگی کا ایک بہترین انعام آپ کے رب نے آپکو دیا۔ آپ کا جنازہ والد محترم حضرت مولانا سمیع الحق